ابو عمار زاہد الراشدی

امام مسجد نبوی کا امریکہ کے خلاف نعرۂ حق

مولانا منظور احمد چنیوٹی راوی ہیں کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران وہ سعودی عرب میں تھے اور رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے قادیانیت کے بارے میں قائم کیے گئے گروپ کے ساتھ مصروف کار تھے کہ اس دوران حرمین شریفین کے ایک بزرگ امام محترم سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے امام صاحب سے استدعا کی کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں پاکستان کی تحریک ختم نبوت کا تذکرہ کر کے قادیانیت کے بارے میں کچھ کلمات ارشاد فرما دیں۔ امام محترم نے جواب دیا کہ انہیں اس سلسلہ میں متعلقہ حکام سے اجازت لینا پڑے گی۔ مولانا چنیوٹی نے کہا کہ چلیں خطبہ جمعہ میں نہ سہی' دعا میں ہی ذکر کر دیں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اسلامیان پاکستان کی کامیابی کے لیے دعا فرما دیں تو جواب ملا کہ اس کے لیے بھی متعلقہ حکام کو اعتماد میں لینا ہو گا۔

یہ شخصی یا خاندانی حکومت کا سب سے بڑا المیہ ہوتا ہے کہ شخصیت یا خاندان کے مفادات اور وقار کو پورے نظام میں محور کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور کسی بے ضرر بلکہ مفید بات کے لیے بھی بعض چہروں کے اتار چڑھاؤ کو دیکھنا ضروری سمجھا جانے لگتا ہے۔

۹۲ء میں سعودی عرب کے سینکڑوں سرکردہ علماء کرام اور دانشوروں نے "تذکرۃ النصیحہ" (خیر خواہی کی یادداشت) کے نام سے عرضداشت بادشاہ معظم کے حضور پیش کی جس میں حکومت کی مختلف پالیسیوں بالخصوص خلیج میں امریکی افواج کی موجودگی' ملک میں سودی نظام معیشت کے تسلسل اور شرعی عدالتوں کے دائرہ کار اور اختیارات کو بتدریج محدود کرنے کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے ان پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق عوام کے شرعی اور شہری حقوق کی بحالی پر زور دیا گیا ہے۔ اس عرضداشت پر دستخط کرنے والے سینکڑوں علماء اور دانشوروں کو گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے جلا وطن ہو گئے' ان میں سے دو بڑے علماء کرام الشیخ سفر الحوالی اور الشیخ سلمان العودۃ ابھی تک زیر حراست ہیں اور دو ممتاز دانشور ڈاکٹر محمد المسعری اور ڈاکٹر سعد الفقیہ اپنے دیگر رفقاء سمیت لندن میں جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ عالم اسلام کے عظیم مجاہد الشیخ

مجاہد اسلامہ بن لادن اسی قسم کی جرات رندانہ کی پاداش میں افغانستان کی سنگلاخ وادیوں میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اس "خیر خواہی کی عرضداشت" کے جواب میں علماء کے سرکاری کیمپ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ بادشاہ معظم کی پالیسیوں پر اس طرح کھلم کھلا تنقید کرنا اور اس حوالہ سے لوگوں کا ذہن تیار کرنا درست طرز عمل نہیں ہے اور ان سرکاری علماء کے بقول شریعت اسلامیہ میں اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک درست طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کو شرعی نقطہ نظر سے حکومت کی پالیسی پر اعتراض ہو تو وہ اسے مخفی طور پر تنہائی میں باوقار طریقہ سے متعلقہ حاکم کے گوش گزار کر دے۔ بس اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہے اور ایسا کر کے وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے گا (یہ عرضداشت اور سرکاری علماء کا جواب دونوں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں)

اس پس منظر میں مدینہ منورہ کے محترم عالم دین اور مسجد نبوی کے امام الشیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی کے ایک خطبہ جمعہ کی آڈیو کیسٹ سننے کا اتفاق ہوا تو خوشگوار حیرت ہوئی کہ انہوں نے بعض اہم اور نازک مسائل پر عالم اسلام کے دینی حلقوں کی بے باک ترجمانی کا راستہ اختیار کیا ہے اور روایتی طریق کار سے ہٹ کر عالم اسلام کے زندہ مسائل کو موضوع گفتگو بنایا ہے۔ الشیخ الحذیفی نے یہ خطبہ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا جبکہ ایران کے سابق صدر رفسنجانی بھی مدینہ منورہ کے دورے پر آئے ہوئے تھے اور جمعۃ المبارک کے اجتماع میں شریک تھے مگر وہ خطبہ کے دوران ہی اٹھ کر اپنے محافظین کے ہمراہ واپس چلے گئے۔

الشیخ حذیفی اپنے علم وفضل اور نیکی وتقویٰ کے حوالہ سے عالم اسلام کی معروف شخصیت ہیں اور قرآن کریم کی قراءۃ میں ان کا سوز وگداز بطور خاص لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عقیدت ومحبت ابھارنے کا باعث ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کسی نماز کی ادائیگی میں ایک مسلمان کے لیے بذات خود بہت بڑی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے لیکن راقم الحروف نے اس بات کا کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ کسی جہری نماز کی تکبیر تحریمہ میں الشیخ الحذیفی کی آواز سن کر لاکھوں نمازیوں کے چہرے کھل اٹھتے ہیں کہ آج ان کی زبان سے قرآن کریم سن کر نماز کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔ سچی بات ہے کہ مصر کے الشیخ محمود خلیل الحصری کے بعد اگر کسی قاری کی تلاوت قرآن کریم نے متاثر کیا ہے اور دل کی بے حس تاروں کو حرکت دی ہے تو وہ یہی الشیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی ہیں۔ اللہ پاک انہیں حفظ وامان میں رکھے اور ہر قسم کی ابتلاء وآزمائش میں استقامت اور سرخروئی نصیب فرمائیں۔

آمین یا رب العالمین ....

ہم ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس خطبہ کے بعد سے شیخ موصوف منظر سے مسلسل غائب ہیں اور کم وبیش ڈیڑھ ماہ سے انہوں نے نہ کسی جمعہ پر خطبہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی نماز پڑھائی ہے۔ ہمارے ایک ذمہ دار دوست جو اس دوران دو ہفتے مدینہ منورہ رہ کر آئے ہیں' بتاتے ہیں کہ ان دو ہفتوں میں شیخ حذیفی نے ایک نماز بھی نہیں پڑھائی۔ معلوم نہیں کہ آیا انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے یا وہ گھر میں نظر بند کر دیے گئے ہیں؟ ہم سعودی عرب کی معزز حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ الشیخ الحذیفی جیسے ہر دلعزیز امام وخطیب کی صحت وسلامتی اور آزادی کے بارے میں تازہ ترین صورتحال سے عالم اسلام کو باخبر کرے۔

(مطبوعہ روزنامہ اوصاف' ۳۰ اپریل ۱۹۹۸ء)

امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے جولائی ۱۹۵۱ء کے پالیسی بیان میں کہا گیا:

"پاکستان میں ہمارے اہداف کے لیے ایک خطرہ اور ہے جو کیمونزم کی طرح عیاں نہیں۔ یہ جاگیرداروں کے رجعت پسند گروہوں اور غیر تعلیم یافتہ مذہبی راہ نماؤں (ملاؤں) کی طرف سے ہے جو موجودہ مغرب پسند حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسلام کے دقیانوسی اصولوں کی طرف واپس لوٹنا چاہتے ہیں۔ ان کی قوت کا سرچشمہ عوام کے مذہبی جذبات اور جاہل لوگوں کی طرف سے تغیر وتبدل کی مخالفت ہے۔ اگر یہ غالب آ گئے تو پاکستان ایک مذہبی ریاست بن جائے گا جو واضح طور پر مغرب دشمن ہوگی۔ اس لیے ہمیں جمہوری (لادینی) دستور اور جدید تعلیم کے لیے موجودہ حکومت کی کوششوں کی مکمل حمایت کرنی چاہیے"

(کے عارف' پاک امریکہ تعلقات' دستاویزات (انگریزی) جلد ا' ص ۱۴)